02 : بسم اللہ کی شرح، علم کی تعریف اور مراتب، توحید کی تعریف اور قسمیں۔

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ:

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً۔ أَمَّا بَعْدُ:

کشف الشبہات لشیخ الامام لعلامہ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمہ اللہ کے اس عظیم رسالے کی شرح کا درس جاری ہے۔ آج کے درس میں ہم متن سے درس کا آغاز کرتے ہیں لیکن اس سے پہلے پچھلے درس سے متعلق چند سوال ہیں:

1۔ شبہات کا کیا معنی ہے؟ شبہات کیا ہیں، جمع ہے کس چیز کا؟ شبہ کا۔ شبہ کیا ہے؟ غلط فہمی ہے سمپل سی بات ہے۔ غلط فہمی کیا ہوتی ہے؟ وہ چیز جو آپ کو شک و شبہ میں ڈال دے۔

2۔ کشف کا کیا معنی ہے؟ اظہار کرنا، بے پردہ کرنا، وضاحت کرنا، ازالہ کرنا۔

کشف الشبہات، غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا۔

3۔ شبہات کی کتنی قسمیں ہیں؟ عقیدے میں شبہات ہوتے ہیں، عبادات میں ہوتے ہیں معاملات میں ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک شبہات وہ ہیں جن کا تعلق عقیدے سے ہوتا ہے۔ اور یہ کتاب جو ہمارے ہاتھوں میں ہے اس عظیم کتاب اس عظیم رسالے میں جن شبہات کا ذکر ہے ان کا تعلق کس چیز سے ہے؟ عقیدے سے ہے۔

4۔ یہ تالیف کس کی ہے؟ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی۔

5۔ ان کا پورا نام کیا؟ شیخ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمہ اللہ۔

6۔ کب پیدا ہوئے اور کب وفات ہوئی؟ 1115 ہجری میں پیدا ہوئے اور وفات 1206 ہجری میں ہوئی۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ کی کافی تالیفات اور مؤلفات ہیں ان میں سے نواقض الاسلام، قواعد الأربع، کتاب توحید، اصول الثلاثہ، کشف الشبہات، مختصر سیرۃ رسول ﷺ، سورۃ الفاتحہ کی تفسیر ہیں۔ آج کے درس کا آغاز متن سے شروع کرتے ہیں۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ "

"اعْلَمْ ، رَحِمَكَ اللَّهُ تعالیٰ ، أَنَّ اَلتَّوحِيدَ هُوَ إِفْرَادُ اللهِ سُبْحَانَهُ بِالعِبَادَةِ"۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ نے درس کا آغاز "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ " سے کیا۔ "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ "کو کہتے ہیں بسملہ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورتوں کا آغاز "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ " سے کیا اور نبی کریم ﷺ خط لکھتے تو اپنے خط کی ابتداء "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ " سے کرتے تھے۔

" بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ " کا معنی کیا ہے؟ دیکھیں ہم ترجمہ کرتے ہیں "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ " اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، اللہ کے نام سے جو وسیع رحمت والا ہے رحم کرنے والا ہے، اللہ کے نام سے جو بہت مہربان رحم کرنے والا ہے۔ معنی پورا ہے؟ اللہ کے نام سے کیا؟ شروع کا لفظ ہے عربی میں؟ کہاں پر ہے؟ أبتدع ہے؟ شروع کس چیز کو کہتے ہیں شروع کرنا؟ عربی میں کیا لفظ ہے شروع کا؟ أبتدع۔ أبتدع کا لفظ ہے؟ کہاں سے آیا ہے أبتدع؟ "بسم"۔ دیکھیں ناں یہ عربی زبان کی بیوٹی ہے خوبصورتی ہے ادب کی زبان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ہمیں قرآن مجید دیا ہے تو قرآن مجید کا آغاز ان الفاظوں سے کیا ہے جن میں مکمل ادب ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا جاتا ہے "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ "۔ جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہے تو وہ شخص یوں کہہ رہا ہے کہ میں اللہ کے نام سے قرآن مجید پڑھنا شروع کر رہا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اتنی لمبی بات، مختصر اس کا یہ ہے "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ "(اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے)۔ تو ابتداء اللہ تعالیٰ کے نام سے ہے اور جو لفظ ہے (شروع کرتا ہوں) کیا شروع کرتا ہوں؟ پڑھنا بھی ہو سکتا ہے، لکھنا بھی ہو سکتا ہے۔ اب شیخ صاحب نے ابتداء کی لکھنے کی "بِسۡمِ اللّٰهِ " سے اور ہم نے ابتداء کی پڑھنے کی "بِسۡمِ اللّٰهِ " سے۔

ابتداء یا شروع کرتا ہوں یہ اسم ہے، فعل ہے حرف ہے کیا ہے؟ فعل ہے (میں شروع کرتا ہوں) فعل مضارع ہے۔ یہاں پر فعل کو حذف کر دیا گیا۔ کیوں حذف کر دیا گیا؟ اس کے دو فائدے ہیں:

1۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء میں برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام پہلے ہے اور جو ہم کرتے ہیں وہ بعد میں ہے اللہ کے نام کی برکت پہلے ہے۔

2۔ یاد رکھیں کسی چیز کو اپنی جگہ سے ہٹا کر پیچھے کر دیا جائے یا آگے کر دیا جائے عربی زبان میں عربی گرامر کے لحاظ سے اسے کہتے ہیں صیغۃالحصر (صرف اور صرف)۔ سورۃ الفاتحہ میں دیکھیں ﴿إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ﴾ (الفاتحہ:4)۔ ﴿ إِيَّاكَ﴾ کا کیا اعراب ہے؟ فی محل ہے۔ نصب کیا ہے؟ مفعولٌ بِہ ہے۔ حصر "نعبدک" ہم عبادت کرتے ہیں تیری یا ہم تیری عبادت

کرتے ہیں ۔ ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ﴾ (عبادت کرتے ہیں صرف اور صرف تیری)۔ تو جو مفعولٌ بِہ ہے اسے مقدم کر دیا گیا اسی لیے صیغۃ الحصر کہتے ہیں یعنی صرف اور صرف۔ تو یاد رکھیں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی فعل سے ابتداء کیوں نہیں ؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کو مقدم کرنے سے برکت ہے ، خیر ہے ، اللہ تعالیٰ کا حق ہے ، یہ ادب ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور پھر جو فعل ہے اس کی جگہ تو شروع میں تھی (شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے) أبتدع "بِسْمِ اللّٰهِ" ہے لیکن أبتدع کا لفظ بالکل نکال ہی دیا گیا اور مؤخر کر دیا گیا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" أبتدع۔

تو اس میں یہ دو فائدے ہیں۔ معنی کیا ہے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کا ؟

جو حرف الباء ہے بڑا خوبصورت ہے ایک حرف ہے۔ حرف الباء ہے تو حرف جَر لیکن اس کا جو معنی ہے اس جملے میں "بِسْمِ اللّٰهِ" میں اس کے دو بڑے معنی ہیں :

1۔ "الإستعانة" مدد طلب کرنا۔

2۔ "التبرک" برکت حاصل کرنا۔

کہ کہنے والا یوں کہہ رہا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ ! میں جو کام کرنے جا رہا ہوں میرے لیے یہ کام آسان کر دے اور اس کام میں برکت ڈال دے۔

یہ لفظ ہے؟ عربی میں تو موجود نہیں ہے۔ یہ کہاں پر موجود ہے ؟ "بِسْمِ اللّٰهِ" میں۔ اور عربی میں اس کی مثال موجود ہے۔ "کتبت بالقلم" (میں نے لکھا قلم کی مدد سے)۔ تو باء حرف جَر ہے مدد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ" بسم مفرد ہے "اللّٰهِ" لفظ سبحانہ و تعالیٰ مضاف إليہ۔ اسم مضاف ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ مضاف إليہ ہے۔ اور اسم مفرد ہے اور "مفرد مضاف يفيد العموم" کہ اللہ تعالیٰ میں تیرے ہر بابرکت نام سے مدد چاہتا ہوں اور برکت چاہتا ہوں برکت طلب کرتا ہوں۔

" الرَّحْمٰنِ " اللہ تعالیٰ کا نام ہے صیغۃ المبالغہ ہے رحمت کا۔ بہت زیادہ وسیع رحمت والا۔ اتنی وسیع رحمت ہے رحمٰن کی رحمت کہ رحمٰن کی رحمت سے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ کافر ، جانور ، درند اور پرند سارے پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی اس وسیع رحمت سے نوازی جاتی ہے کیوں کہ یہ رحمٰن کی رحمت ہے۔

"الرَّحِيْمِ" رحم کرنے والا، خاص رحمت والا وہ رحمت جو اپنے خاص بندوں کے لیے ہے مومنوں کے لیے ہے بس۔

عام رحمت میں اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے انسان کو توفیق دیتا ہے جدوجہد کرنے کی ، مزدوری کرنے کی ، محنت کرنے کی ۔ اللہ تعالیٰ عام رحمت میں وسیع رحمت میں انسان کو رزق عطا فرماتا ہے اسے تندرستی عطا فرماتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی عام رحمتیں ہیں

اور اس رزق اور تندرستی میں کافر بھی شامل ہیں، درند اور پرند بھی شامل ہیں لیکن خاص رحمت اللہ تعالیٰ کی جو صرف خاص مومنوں کے لیے ہے کہ انہیں توفیق دینا (کس چیز کی طرف؟) ایمان کی طرف، توحید کی طرف، اتباع سنت کی طرف۔ انہیں توفیق دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے بن جائیں متقی و پرہیز گار بن جائیں، انہیں توفیق دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنا وقت گزاریں، انہیں توفیق دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے بن جائیں، ایمان کی طرف انہیں مائل کرنا، ایمان، طلب علم ان کے لیے آسان کر دینا۔ میرے بھائی یہ عام باتیں نہیں ہیں یہ خاص نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی یہ خاص رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی۔

اب ترجمہ کیا ہے "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" کا؟ نوٹ کر لیں۔ "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" کا جو لفظی ترجمہ ہے وہ یہ ہے (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے)۔ جیسے کہ عام ترجمہ ہم سنتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ یہ لفظی ترجمہ ہے اور معنوی جو ترجمہ ہے اس پر ذرا غور کریں۔ ہم یہ کتاب پڑھنے جارہے ہیں اور اس کتاب میں ہم پڑھ رہے ہیں "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" معنی یہ ہو گا کہ:

(اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں ہم سب یہ دعا کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس کتاب کو پڑھنا آسان کر دے اور اس میں برکت ڈال دے کیوں کہ تو رحمٰن ہے تیری رحمت وسیع ہے اور میں مسکین ہوں کمزور ہوں، فقیر ہوں محتاج ہوں میں یہ مسائل سمجھنا چاہتا ہوں، مین محتاج ہوں اے اللہ تعالیٰ! تو رحمٰن الرحیم ہے تیری رحمت اتنی وسیع ہے کہ تو کافروں کو بھی اپنی رحمت سے نوازتا ہے، بدکاروں کو بھی اپنی رحمت سے نوازتا ہے میں تو اس کتاب کا علم حاصل کرنا چاہتا ہوں میں تیری خاص رحمت کا طلب گار ہوں اے اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی خاص رحمت نازل فرما دے تاکہ میں اس کتاب کو جو کام میں کرنے جارہا ہوں میرے لیے یہ کام آسان ہو جائے اور بابرکت ہو جائے)۔ یہ معنی ہے "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" کا۔

آپ کھانا کھانا چاہتے ہیں اس معنی کو ذہن میں رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں کھا رہا ہوں اللہ تعالیٰ میری مدد فرما کہ اس کھانے کو میں کھا سکوں اس کھانے سے میں مکمل فائدہ اٹھا سکوں اور اس کھانے کو میرے لیے بابرکت بنا دے۔ آپ کچھ لکھ رہے ہیں "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" پڑھا یہ معنی یاد رکھیں تب دیکھیں برکت کیسے آتی ہے۔ درس کے آغاز میں آپ پڑھتے ہیں "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" یہ معنی ذہن میں رکھیں۔ ڈرائیونگ کرتے ہیں "بِسْمِ اللهِ" پڑھتے ہیں معنی ذہن میں رکھیں کہ ہر قدم قدم پر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں اور برکت کی دعا کرتے ہیں۔

کتنے پیارے الفاظ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نعمت سے نوازا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا "بِسْمِ اللهِ" کے ان الفاظوں سے ذکر کریں۔ اگر یہ جائزنہ ہوتا تو ہم کیا کرتے؟ کتنی نعمت ہے اللہ تعالیٰ کی کتنی رحمت ہے ہمارے اوپر!

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اعْلَمْ رَحِمَكَ اللّٰهُ" ۔ "اعْلَمْ" فعل امر ہے (جان لو) "رَحِمَكَ اللّٰهُ" دعا ہے (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے)۔ کس پر؟

سننے والے پر پڑھنے والے پر سب پر جو بھی اس کتاب کو پڑھتا ہے یا سنتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اللہ تعالیٰ شیخ صاحب پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین ، کہ شیخ صاحب کا انداز دیکھیں آپ چھوٹی چھوٹی مثالیں ہیں "اعْلَمْ رَحِمَكَ اللّٰهُ ، اعْلَمْ رَحِمَكَ اللّٰهُ" یہ جان لو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنی خاص رحمت کی بارش برسائے اس مسئلے کو سمجھو یہ فرض ہے تمہارے اوپر۔" اعْلَمْ " فعل امر ہے ، یہ مسائل جانو۔

علم کیا ہے اور پھر دعا کیوں ہے ؟ کیا اور کیوں ؟ اس کا جواب دیتے ہیں کہ "اعْلَمْ " علم سے ہے جان لو۔ علم کسے کہتے ہیں ؟علم کی اصل بنیاد ہے "قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اس میں کوئی شک نہیں ہے بشرطیکہ سمجھ سلف الصالحین کی ہو لیکن علم کی تعریف کیا ہے لغت کے اعتبار سے ؟ آپ یہ جانتے ہیں کہ یہ پانی کا گلاس ہے ، میں یہ جانتا ہوں کہ پانی کا گلاس ہے۔کیا معنی ہے اس کا ؟ کہ کسی چیز کو اس کی حقیقت پر یقینی طور پر جاننا اسے کہتے ہیں علم ۔ اگر میں یہ کہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہے یہ کیا ہے ؟ جہالت ہے جہل ، علم کی ضد ہے ۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ برگر ہے ۔ کسی چیز کو اس کی اپنی حقیقت کے خلاف جاننا اور اس پر یقین کر لینا ، اسے کہتے ہیں جہل مرکب ۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ پانی کا گلاس تو ہو سکتا ہے لیکن برگر بھی ہو سکتا ہے لیکن میرا زیادہ گمان یہ ہے کہ یہ پانی کا گلاس ہی ہے ۔ ظن برابر ہے شک ۔ زیادہ گمان یہ ہے کہ یہ برگر ہے ، وہم ۔کتنے درجے ہو گئے علم کے ؟ چھ ۔علم ، پھر اس کے قریب ظن ، پھر وہم ، شک ، جہل پھر جہل مرکب اور یہ سب سے بڑی مصیبت ہے جہل مرکب ۔ یہ چھ چیزیں ہیں ۔ آج ہم دیکھیں کہ ہماری علمی حیثیت کیا ہے ؟ ہمارا علمی معیار کیا ہے ؟ اپنے آپ سے سوال کریں اور دیکھیں کہ کیا ہم چیزوں کو ان کی حقیقت کے مطابق ہی جانتے ہیں یا نہیں ؟ اور بنیادی چیزیں جیسے توحید حقیقت کے مطابق جانتے ہیں یا مخالف جانتے ہیں ؟

ذرا غور کریں توحید کا معنی ہے کلمہ توحید کا معنی ہے "لا معبود بحق الا اللہ" (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں)۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کلمہ توحید کا معنی ہے "لا موجود الا اللہ" یہ کیا ہے ؟ کسی چیز کو اپنی حقیقت کے خلاف جاننا اور اس پر یقین بھی کر لینا یہ جہل مرکب ہے ۔ اور آج امت میں کتنے لوگ ہیں جن سے آپ سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے ؟ کہتے ہیں ہر جگہ موجود ہے ، جہل مرکب ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے ،آمین ۔ اس لیے میں بار بار کیوں کہتا ہوں علم نافع ؟ کہ یہ علم نافع ہوتا ہے جو نفع بخش ہو ۔ جہالت بھی کبھی نفع بخش ہو سکتی ہے ؟ نعوذ باللہ من الجہل ۔ دعا "رَحِمَكَ اللّٰهُ"۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ کے مخالفین بہت زیادہ تھے جیسے میں نے عرض کیا پچھلے درس میں کہ اکیلے انسان تھے مخالفین بہت زیادہ تھے اور یہ تہمت لگاتے تھے کہ جو شیخ صاحب رحمہ اللہ ہیں وہ گستاخ ہیں انبیاء علیہم السلام کے گستاخ ہیں ، اولیاء کے گستاخ ہیں شدت کے ساتھ بات کرتے ہیں ، سختی کے ساتھ بات کرتے ہیں ، اخلاق کے دائرے سے باہر ہو جاتے ہیں ۔ جیسے کہ تہمتیں لگاتے رہتے ہیں ناں یہ تو برسوں سے عادت چلی آ رہی ہے ۔ جو مخالفین ہیں وہ حق بات کو اپناتے نہیں ہیں سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے بس

رد کرنا جانتے ہیں چاہے جیسے بھی ہو۔ تو شیخ صاحب رحمہ اللہ نے دیکھیں ذرا الفاظوں پر غور کریں، یہ صرف ہمارے لیے یا صرف اپنے پیاروں کے لیے نہیں یہ رسالہ لکھا گیا یہ عوام الناس کے لیے ہے سب کے لیے ہے مخالفین کے لیے بھی ہے "اعْلَمْ رَحِمَكَ اللَّهُ" یہ جان لو اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ تاکہ سننے والے کا دل تھوڑا سا نرم ہو اور اتنی بڑی بات کرنے جا رہے ہیں شیخ صاحب رحمہ اللہ اور غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے جا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ضرورت ہے ناں، اللہ تعالیٰ کی مدد اللہ تعالیٰ کا ساتھ۔ خاص رحمت کی ضرورت ہے کہ نہیں؟ ہے ہم سب کو ہے، شیخ صاحب رحمہ اللہ کو بھی ہے اور ہمیں بھی ہے۔ تو شیخ صاحب رحمہ اللہ نے اپنے درس کا آغاز دو پیارے لفظوں سے کیا ہے۔ پہلے تو بسملہ ہے "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ" پھر "اعْلَمْ رَحِمَكَ اللَّهُ"۔ الفاظوں میں نور دیکھیں پیار دیکھیں نرمی دیکھیں۔ کیا جانو یا شیخ صاحب ہمیں کیا جاننے کا حکم دے رہے ہیں؟ کیا جاننا فرض ہے ہمارے لیے؟ دیکھیں "أَنَّ اَلتَّوحِيدَ هُوَ إِفْرَادُ اللهِ سُبْحَانَهُ بِالعِبَادَةِ" توحید کو جانو۔ "أَنَّ" بے شک "اَلتَّوحِيدَ" توحید یہ ہے۔ توحید کی تعریف بھی فرمادی یہ نہیں کہا کہ توحید جانو بس جیسے بھی جانو بلکہ توحید کی تعریف بھی فرمادی ہے "أَنَّ اَلتَّوحِيدَ" توحید یہ ہے۔ کیا ہے توحید؟ "إِفْرَادُ اللهِ سُبْحَانَهُ بِالعِبَادَةِ" کہ اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا عبادت میں کہ اس پوری دنیا میں پوری کائنات میں عبادت کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ اللہ تعالیٰ۔ تو یہاں پر دو چیزیں ہیں، ایک ہے افراد اور دوسرا ہے عبادۃ۔ افراد کو ہم اپنی زبان میں کیا کہتے ہیں؟ اکیلا فرد سے۔ واحد کیا ہے؟ ایک۔ فرد کیا ہے؟ ایک۔ وحدت کیا ہے؟ ایکتا۔ افراد کیا ہے؟ فرد کی جمع افراد کیا ہے کیا معنی ہے؟ افراد میں وحدت میں کیا فرق ہے؟ کوئی فرق ہے یا نہیں ہے یا دونوں ایک ہیں؟ افراد میں individuality ہوتی ہے۔ اور وحدت؟ مثال دیتا ہوں۔ دس سچے ہیں خالد ان میں سے ایک سچا ہے۔ آپ نے کیا کیا؟ دس میں ایک کو الگ کر دیا۔ دس لوگ ہیں ان لوگوں میں سے پانچ سچے ہیں پانچ جھوٹے ہیں۔ آپ نے کیا کیا؟ پانچ کو الگ کر دیا اور پانچ کو الگ کر دیا۔ وحدت کا معنی ہے ایک صفات کے مالک ایک جگہ پر جمع کر دینا، ایک جیسی چیزوں کو ایک جگہ پر جمع کر دینا اور انہیں ایک بنانے کا وحدت کہا جاتا ہے۔ اور افراد ان ایک جیسی چیزوں میں سے ایک کو الگ کرنا افراد ہے۔ افراد کا معنی ہے ONENESS ۔ اور وحدت کا معنی ہے Unity۔ Unity بہت ساری چیزوں کو ملانے سے ہوتی ہے اور افراد ONENESS بہت ساری چیزوں میں سے ایک کو نکالنے سے ہوتی ہے۔ فرق ہے کہ نہیں؟ اس لیے یاد رکھیں جن لوگوں نے توحید کا معنی وحدت سے کیا ہے ان کو غلطی ہوئی ہے غلط معنی ہے۔ توحید کا معنی یہ نہیں ہے کہ Unity of ALLAH۔ توحید کا معنی ہے ONENESS OF ALLAH۔ کس چیز میں؟ تین چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا حق ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خصوصیات ہیں:

1۔ ربوبیت۔

2۔ الوہیت۔

3۔ اسماء وصفات۔

اور سب سے بنیادی جو حق ہے تینوں میں سے وہ الوہیت اور عبادت کا ہے اس لیے شیخ صاحب رحمہ اللہ نے یہاں پر "أَنَّ التَّوحِيدَ هُوَ إِفْرَادُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ بِالعِبَادَةِ"۔ کیوں "إِفْرَادُ اللّٰهِ" ربوبیت کیوں نہیں؟ اسماء صفات کیوں نہیں؟ کیوں کہ اصل جھگڑا جو رسولوں کے مخالفین تھے ان سے جو جھگڑا تھا رسولوں کا یا جو رسولوں کی مخالفت کرتے تھے ان کی بنیادی بات یہ تھی کہ واحد اللہ تعالیٰ عبادت کے لائق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود بھی ہیں۔ رسول علیہم السلام یہ کہتے تھے ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (المؤمنون:32) اور مخالفین کہتے تھے نہیں اللہ تعالیٰ بھی معبود ہے اور لات و عزیٰ و ہبل بھی معبود ہیں۔ مشرکین کو یہ شک و شبہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے مالک ہے رازق ہے، ان کو یہ شک ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود نہیں بنایا جاسکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کیوں بھیجے؟ اس لیے کہ لوگوں کو جا کر یہ سمجھائیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے یا اللہ تعالیٰ واحد خالق، مالک اور رازق ہے؟ نہیں، بلکہ رسولوں کو اس لیے بھیجا اللہ تعالیٰ نے یہ پیغام دے کر بھیجا ﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾۔ ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (النحل:36)۔ غیر اللہ کی عبادت کی جارہی ہے اور وہ طاغوت ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا توحید ہے۔

جس نے بھی توحید کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور سمجھنے کے بعد اس کی سمجھ صرف اس چیز پر قاصر ہے کہ توحید کا معنی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشا کوئی حاجت روا نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق، مالک، رازق نہیں یا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں تو اس کا یہ مفہوم غلط ہے قاصر ہے ناقص ہے۔ توحید کا معنی ہے "افراد اللہ سبحانہ و تعالیٰ بالربوبية والالوهية و أسماء وصفات" تینوں کا افراد ہے۔ شیخ صاحب رحمہ اللہ نے یہاں پر ایک متعین کیوں کیا؟ کیوں کہ جو لوگ غلطی کر رہے تھے وہ یہ غلطی کر رہے تھے اور ان کو اس معنی کا پتہ ہی نہیں تھا اس لیے شیخ صاحب نے اسی کو متعیت کر لیا۔ مختصر رسالہ ہے یہ مختصر سی باتیں ہیں گنے چنے الفاظ ہیں اس لیے اس چیز پر زیادہ زور دیا جس پر وہ لوگ غلطی کر رہے تھے اور ایسی غلطی تھی کہ اس غلطی کی وجہ سے جو باقی صحیح مفہوم تھا وہ بھی ضائع ہو گیا ان کا۔

ابو جہل جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے مالک ہے لیکن اس پہچاننے سے اس جاننے سے اس ایمان سے کیا وہ مومن ہو گیا مسلمان ہو گیا؟ کیا وہ جہنم کے عذاب سے بچ سکا؟ ہرگز نہیں۔ کیوں؟ کیوں کہ یہ مفہوم کافی نہیں ہے یہ ایمان کافی نہیں ہے ناقص ایمان ہے۔ کامل ایمان تو یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو واحد معبود جانیں اور سمجھیں اس کے ساتھ ساتھ کہ اللہ تعالیٰ واحد ربّ ہے، واحد مشکل کشا حاجت روا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں کوئی اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں اور کوئی اللہ تعالیٰ کے جیسا نہیں ان شرطوں کے ساتھ۔

عبادت کا کیا معنی ہے؟ عبادت یاد رکھیں کہ ایک وسیع نام ہے ہر اس چیز کا جو انسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے

۔اسم جامع ہے"لكل ما يحبه الله ويرضاه" جس چیز کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اس پر راضی ہو جاتا ہے "من الأقوال والأعمال الباطنة والظاهرة" چاہے وہ قول ہو یا عمل ہو چاہے یہ قول و عمل باطن ہو یا ظاہر ہو۔ اگر اس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آپ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو پسند بھی کرتا ہے تو یہ عبادت ہے۔"اقوال الظاهرة" کیا ہے ؟ قرآن مجید کی تلاوت کرنا، تسبیح، تحمید، تہلیل، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا یہ اقوال الظاهرة ہیں۔ "اقوال الباطنة" کیا ہیں ؟ یقین اور اقرار کرنا کلمہ توحید پر، یہ ایمان کہ نماز فرض ہے، یہ ایمان کہ زکوٰۃ فرض ہے، یہ ایمان کہ ارکان ایمان چھ ہیں، یہ ایمان کہ ارکان اسلام پانچ ہیں۔ یہ کیا ہیں ؟ یہ ایمانیات ہیں یہ دل کا قول ہے۔ دل بھی بولتا ہے دل کے قول بھی ہوتے ہیں۔ "اعمال الظاهرة" جیسا کہ نماز، زکوۃ، حج، قربانی، نذرو نیاز، صدقات و خیرات، یہ اعمال الظاهرة ہیں جو ہمیں نظر آتے ہیں ظاہراً۔ "اعمال الباطنة" دل کے اعمال ہیں جیسا کہ توکل، خوف، ڈر، امید، محبت یہ سارے کے سارے دل کے اعمال ہیں جو باطنی اعمال ہیں۔

یہ ساری کی ساری عبادات ہیں اور ان ساری عبادات کا مستحق کون ہے ؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ۔ اسے کہتے ہیں "إِفْرَادُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ" اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر عیب سے پاک ہے۔ جن لوگوں نے یہ کہا کہ علی مشکل کشا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے، جن لوگوں نے یہ کہا کہ قربانی اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے ہیں اور غوث کے لیے بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بھی پاک ہے اس لیے "سُبْحَانَهُ" کا لفظ جس کی وضاحت کر رہے ہیں شیخ صاحب رحمہ اللہ کہ اصل جو معنی ہے توحید کا "إِفْرَادُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ بِالعِبَادَةِ" کہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے شرک سے بھی پاک ہے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَهُوَ دِينُ الرُّسُلِ الَّذِي أَرْسَلَهُمُ اللّٰهُ بِهِ إِلَى عِبَادِهِ" یہ جو توحید ہے یہی ہر رسول کا دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے بھیجا ہے۔ توحید وہ پیغام ہے وہ رسالت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو دیا تاکہ وہ دنیا میں آکر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی یہ پہچان صرف سنا نہ دیں بلکہ بہترین طریقے سے سمجھائیں اور اس پر خود بھی عمل کریں اور لوگوں کو practically عملاً کر کے بھی دکھائیں تاکہ وہ بھی توحید عبادت پر عمل کر سکیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو بہترین طریقے سے پہنچایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہتے تھے اسی طریقے سے پہنچایا ہے۔

یاد رکھیں کسی نبی پر قدح کرنا وہ اللہ تعالیٰ پر قدح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ چنے جو اللہ تعالیٰ کا پیغام ہی نہ پہنچا سکے۔ کوئی بھی انسان کوئی بھی مسلمان یہ تصور نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا چناؤ غلط ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں سے سب سے اعلیٰ اور افضل اور بہترین لوگوں کو چنا ہے بشر میں سے انسانوں میں سے اپنا نبی بنایا، اپنی رسالت سے نوازا، توحید عبادت کا پیغام دیا کہ اسے جا کر میرے لوگوں کو پہنچا دو ﴿أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ﴾ (ایک اللہ کی عبادت کرو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا

معبود نہیں ہے)۔ ایک ہی معبود بر حق ہے بس ۔﴿وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِيۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ﴾ (ہم نے تحقیق ہر امت میں رسول بھیجا)۔کیا دے کر بھیجا ہے کیا رسالت دی ہے ؟)﴿اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ﴾ (ایک اللہ کی عبادت کرو جو سچا معبود ہے)﴿وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ﴾ (اور ہر باطل معبود کو چھوڑ دو اجتناب کرو)۔ یہ پیغام تھا۔"فَأَوَّلُهُمْ نُوحٌ" (ان رسولوں میں جو سب سے پہلے رسول ہیں سیدنا نوح علیہ السلام ہیں)۔ سب سے پہلے رسول کون ہیں؟سیدنا نوح علیہ السلام ۔ سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ سیدنا آدم علیہ السلام ۔ اس کی دلیل کیا ہے کہ جو سب سے پہلے رسول ہیں وہ سیدنا نوح علیہ السلام ہیں؟ صحیح بخاری کی روایت میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ، لمبی حدیث ہے سیدنا نوح علیہ السلام کے متعلق آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب لوگ میدان محشر میں شفاعت کبریٰ کے لیے جائیں گے تو لوگ کہیں گے سیدنا نوح علیہ السلام سے "أَنْتَ أَوَّلُ رَسُولٍ أَرْسَلَهُ اللّٰهُ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ"(کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کے لیے بھیجا ہے)۔ واضح دلیل ہے واضح الفاظ ہیں کہ "أَوَّلُ رَسُولٍ" سب سے پہلے رسول کون ہیں؟ سیدنا نوح علیہ السلام اور یہ متفق علیہ حدیث ہے صحیح بخاری ، مسلم کی روایت ہے۔

"فَأَوَّلُهُمْ نُوحٌ" سب سے پہلے سیدنا نوح علیہ السلام ہیں "أَرْسَلَهُ اللّٰهُ إِلَى قَوْمِهِ لَمَّا غَلَوْا" اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف بھیجا جب ان کی قوم نے غلو کیا" لَمَّا غَلَوْا فِي الصَّالِحِينَ" جب غلو کیا صالحین میں۔ یہ صالحین کون تھے؟ "وَدًّا ، وَسُوَاعاً، وَيَغُوثَ ، وَيَعُوقَ ، وَنَسْرًا "۔ پہلی بات کہ سیدنا نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول ہیں۔

دوسری بات اللہ تعالیٰ نے بھیجا صرف اپنی قوم کے لیے خاص اپنی قوم کے لیے اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ پہلے انبیاء و رسل علیہم السلام جو تھے وہ اپنی خاص قوم کے لیے بھیجے جاتے تھے اور ہمارے پیارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ پورے جن و انس کے لیے بھیجے گئے سب کے لیے بھیجے گئے۔ آپ ﷺ کی عام رسالت ہے اور پچھلے انبیاء اور رسولوں کی رسالت خاص رسالت تھی۔ کب بھیجا؟ "لَمَّا غَلَوْا فِي الصَّالِحِينَ" (جب غلو سے کام لیا صالحین میں)۔ دو باتیں ہیں ایک غلو ہے اور ایک صالحین ہیں۔ اور اس غلو سے کیا ہوا؟ شرک پیدا ہوا۔ کیسے شرک پیدا ہوا؟" إِفْرَادُ اللّٰهِ بِالعِبَادَةِ" میں خلل پیدا ہوا جو سب سے پہلی بات ہے توحید کو سمجھو۔ جب اس میں خلل ہوا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا رسول بھیجا۔ اس سے پہلے کیوں نہیں تھا؟ اس سے پہلے کیوں نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے ؟ کیوں کہ جو اصل پیغام اور مشن تھا رسولوں کا وہ برقرار تھا۔"إِفْرَادُ اللّٰهِ بِالعِبَادَةِ"الحمد للہ لیکن جب شرک ظاہر ہوا اور قوم نوح علیہ السلام نے بعض لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح لوگ تھے ان میں غلو سے کام لیا حد سے گزر گئے اور ان کو معبود بنا لیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے اسی قوم میں سے اپنا ایک رسول چنا سیدنا نوح علیہ السلام کو اور اپنا نبی اوراپنا

رسول بنا کر بھیج دیا۔ کیا پیغام تھا؟ ﴿ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ﴾ اور ﴿ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ یہ پیغام تھا یاد رکھیں آپ۔

غلو کیا ہوتا ہے اور صالحین کون ہوتے ہیں؟ غلو کا معنی ہے حد سے گزر جانا خاص طور پر تین چیزوں میں عبادت میں، عمل میں یا مدح میں۔ یہ خطرناک معاملے ہوتے ہیں چاہے یہ حد سے گزرنا قدح میں ہو یا مدح میں ہو۔ اگر کوئی شخص غلطی کرتا ہے آپ اس کی غلطی کی نشان دہی کرتے ہیں تو حد سے نہ گزریں جو اس کی غلطی ہے اتنی ہی بیان کریں۔ قدح کرنی ہے تو انصاف سے کریں اور مدح کرنی ہے تب بھی انصاف سے کریں۔ انصاف کی ضد ہے غلو۔ ظلم، اب ظلم ہوتا ہے ناں دونوں طریقے سے۔ انصاف میانہ روی ہے اور ظلم افراط و تفریط ہے تو نہ حد سے زیادہ بڑھیں دونوں صورتوں میں نہ مدح میں نہ ہی تنقید میں۔ یہ غلو عقیدے میں ،عبادات اور معاملات میں اور عادات میں ہوتا ہے چار چیزوں میں ہوتا ہے اور سب سے زیادہ مصیبت تب ہوتی ہے جب غلو عقیدے کے معاملات میں کیا جاتا ہے۔ غلو کی قسمیں:

1۔ پہلی قسم، غلو عقیدے میں، جو اس کی مثال ہے جیسا کہ بعض لوگ غلو کر چکے اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں۔ اہل الکلام، جو اہل الکلام ہیں انہوں نے نئی بدعت ایجاد کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں حد سے گزر گئے دونوں طرف (نقیضین)۔ ایک گروہ نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہم ثابت کرتے ہیں جیسا کہ مخلوق کی صفات ہیں، حد سے گزر گئے اور دوسرے گروہ نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی کرتے ہیں کہ کوئی بھی صفت نہیں ہے کیوں کہ مخلوق سے مشابہت ہوتی ہے۔ یہاں پر بھی غلو ہوا اور وہاں پر بھی غلو ہوا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ یہ بھی ہلاک، یہ بھی ہلاک۔

میانہ روی کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ کے نام بھی ہیں اور صفات بھی ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں اور صفات الکمال ہیں جو مخلوق سے ہٹ کر ہیں مخلوق جیسے نہیں ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات پر جن کا ذکر قرآن مجید اور صحیح حدیث میں ہوا ہے ان پر ایمان لے کر آتے ہیں بغیر انکار کرنے کے، بغیر تحریف کرنے کے یا باطل تاویل کرنے کے، بغیر کیفیت بیان کرنے کے اور بغیر تشبیہ اور بغیر مثل بیان کرنے کے۔ اسے کہتے ہیں عدل و انصاف اور میانہ روی۔

2۔ دوسری قسم کا غلو جو عبادت میں غلو ہے جیسا کہ خوارج نے غلو کیا اور یہ کہا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے یا جیسے مرجئہ نے غلو کیا اور یہ کہا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا پکا مومن ہے اس کے ایمان میں کوئی فرق نہیں، عبادات کرے چاہے نہ کرے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا، بدکار ہے جتنی عبادات کرتا ہے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ مومن ہے۔ خوارج نے کہا کہ جتنی عبادات بھی کرے اگر وہ کبیرہ گناہ کرتا ہے تو یہ عبادات اس کے کام نہیں آئیں گی۔

عبادات میں اہل سنت والجماعت میانہ روی، درمیان میں ہے۔ نہ خوارج کی طرح کہا کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے کبیرہ گناہ کرنے والا بلکہ کہا کہ وہ مومن ہے اور مرجئہ کی طرح بھی نہیں کہ اس کا ایمان کامل ہے بلکہ یہ کہا کہ وہ فاسق مومن ہے فاسق تو وہ ہے جس نے کبیرہ گناہ کیا ہے۔

عبادات میں غلو کی دوسری صورت کہ عبادت غیر اللہ کے لیے صرف کر دینا، شرک کا ارتکاب کرنا یہ بھی عبادت میں غلو ہے۔

عبادت میں تیسری قسم غلو کی کہ عبادات میں سارا وقت گزارنا اور نہ تو اپنے نفس کو وقت دینا اور نہ اپنے گھر والوں کو اپنے اہل و عیال کو وقت دینا۔ دین کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ چوبیس گھنٹے نمازیں پڑھتے رہیں یہ غلو ہے اس لیے جب پیارے پیغمبر ﷺ کے تین صحابہ نے یہ تمنا کی کہ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھوں گا، دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ قیام کرتا رہوں گا تہجد پڑھتا رہوں گا کبھی سوؤں گا نہیں اور تیسرے نے کہا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي"۔ کیوں ؟ کیوں کہ یہ غلو تھا غلو کا راستہ تھا۔ اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ" (ہلاک ہوں گے غلو کرنے والے)۔ تو غلو کرنا حد سے گزرنا ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔

3۔ تیسری قسم جو تھی وہ معاملات میں غلو کرنا۔ بعض لوگ صرف کمانا جانتے ہیں مال کمانا جانتے ہیں لیکن یہ پتہ نہیں ہے حلال کا ہے حرام کا کہاں سے ہے وہ صرف مال میں زیادتی کے طلب گار ہوتے ہیں تو یہ غلو ہے اور بعض لوگ دنیا کو ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ چالیس چالیس سال ایک بادام پر گزارا کرنا ہے۔ بھئی اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں نازل فرمائی ہیں کھانا پینا ہے، گوشت حلال ہے، سبزی حلال ہے، پھل فروٹ حلال ہے تمہیں سارے حلال کو چھوڑ کر ایک بادام پر کیوں اپنا گزارا کرنا ہے؟ یہ بھی غلو ہے۔ کس چیز میں غلو ہے؟ معاملات میں غلو ہے۔

4۔ چوتھی قسم کا جو غلو ہے وہ ہے عادات میں۔ جیسا کہ بعض ایسی بری عادات ہوتی ہیں جو انسان اپنے معاشرے سے سیکھتا ہے یا اپنے آباؤ اجداد سے وہ سیکھتا ہے پھر ان پر قائم رہتا ہے۔ یہ جو عادات ہیں ان میں غلو کرنا بھی جائز نہیں ہے عادات تو وہ ٹھیک ہوتی ہیں جو شریعت کے متصادم نہ ہوں۔ ایک انسان کی عادت ہے کہ وہ ایکسرسائز کرتا ہے اگر اس کی یہ ایکسرسائز جسم کو توانائی دینے کے لیے جسم کو حرکت دینے کے لیے ہے شریعت کے متصادم نہیں ہے یعنی اس کی کوئی فرض نماز ضائع نہیں ہوتی یا کسی محرم کا ارتکاب نہیں کرتا اس نے کپڑے بھی ٹھیک پہنے ہوئے ہیں زیادہ ٹائیٹ نہیں ہیں اس نے ستر بھی ڈھانپا ہوا ہے تو اس میں کیا حرج ہے کوئی مشکل نہیں ہے لیکن اگر یہ شخص اپنی یہ عادت بنالیتا ہے کہ وہ ایکسرسائز تو کرنا چاہتا ہے لیکن ایک چڈی پہن کر اس کا کپڑا گھٹنے سے اوپر ہے یا اس کی کمر سے نیچے ہے یا ناف سے نیچے ہے یا نماز کا وقت ہے اور اسے کچھ پرواہ نہیں ہوتی تو یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں ہے شرعاً حرام ہے۔

بعض لوگ غلو کرتے ہیں عادات میں فیشن میں ۔ سر کے بالوں کو دیکھیں، بعض لوگ نائی سے سر کے بال منڈواتے ہیں آدھے سر کے نیچے سے اور اوپر سر کے بال ہوتے ہیں ۔ آپ ﷺ نے منع فرمایا قزع سے اسے قزع بولتے ہیں قزع کا مطلب ہے کہ آدھے سر کو منڈوانا اور آدھے سر کو چھوڑ دینا۔ عام طور پر ایک زمانہ تھا کہ میرین کٹ بھی ایک کٹنگ ہوتی تھی کافی بچوں میں وہ عام ہو چکی تھی یہ عادت بھی غلو ہے حد سے گزرنا ہے ۔ الغرض ، شریعت کی حد سے گزرنا غلو ہوتا ہے چاہے وہ عقائد میں ہو ، عبادات میں ہو ، معاملات میں ہو یا عادات میں ہو۔

صالح کسے کہتے ہیں ؟ صالح وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق ادا کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے حقوق اور عباد کے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق صحیح طریقے سے مکمل طریقے سے بجالاتا ہے اس شخص کو صالح کہتے ہیں۔ صالحین جمع ہے صالح کی اور "ود ، سواع ، یغوث، یعوق، نسر " یہ پانچ نیک اور صالح لوگ تھے نوح علیہ السلام کے زمانے میں ۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کتاب التفسیر میں تفسیر سورۃ نوح میں حدیث نمبر 4636 میں یہ روایت سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہُ کا آثر ہے ۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ یہ پانچ نام "أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ" (یہ صالح اور نیک لوگوں کے نام ہیں) "مِنْ قَوْمِ نُوحٍ" (سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم میں سے) "فَلَمَّا هَلَكُوا" (جب یہ لوگ ہلاک ہو گئے مر گئے) "أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ" (شیطان نے وسوسہ کیا ان کی قوم میں) "أَنِ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ فِيهَاأَنْصَابًا" (کہ جہاں پر لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں پر ایک نصب ایک خاص نشانی رکھ دیں) "وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ" (جو ان کے نام تھے وہی نام ان نشانیوں نے ان پتھروں کے رکھ دیں ان کی جگہوں پر) "وَلَمْ تُعْبَدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَنُسِيَ العِلْمُ عُبِدَتْ" (اور اس وقت تک پتھروں کی عبادت نہیں کی گئی جب تک وہ لوگ مر نہیں گئے "وَنُسِيَ العِلْمُ" اور علم اس وقت ختم ہوا علم کو بھولا گیا پس پشت ڈالا گیا "عُبِدَتْ" تب ان بتوں کی عبادت ہوئی)۔

تو حقیقتاً یہ کیا تھے ؟ یہ بتوں کے نام نہیں ہیں "ود ، سواع ، یغوث، یعوق، نسر " بلکہ یہ نیک اور صالح لوگوں کے نام ہیں بزرگوں کے نام ہیں جو اس زمانے میں نیک اور صالح لوگ تھے اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرتے تھے اور حقوق العباد بھی ادا کرتے تھے اچھے لوگ تھے اور جو لوگ صالح ہوتے ہیں وہ عام لوگوں کو پسند آتے ہیں لوگ ان کو اچھا سمجھتے ہیں لوگوں کے دل ان سے جڑ جاتے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ (فلاں ہر مخلوق کے لیے ہے) جب وہ مر گئے تو کیوں کہ شیطان انسان کے خون میں دوڑتا ہے دل میں وسوسہ کرتا ہے کہ یہ اچھے لوگ تو چلے گئے ہیں اب تمہاری دعا کیسے قبول ہو گی ؟ اب تمہاری اچھائی تو ختم ہو گئی ہے تو تم لوگ ایسا کرو ان کی جو جگہ ہے جہاں پر یہ عبادت کرتے تھے وہاں پر پتھر نصب کر دو پھر ان پتھروں کو نصب کر دیا گیا یعنی رکھا گیا ان کی جگہ پر پھر ان پتھروں کو ان کا نام دے دیا گیا۔ نام بھی بھول جائیں گے ناں اب symbol تو رکھ دیا ہے نشانی تو رکھ دی ہے اب نام بھول جائیں گے "ود ، سواع ، یغوث، یعوق، نسر " تو ایک ایک نام کہ یہ ود ہے یہ سواع ہے یہ یغوث

ہے یہ یعوق ہے یہ نسر ہے سب کا نام دے دیا پھر آگے ان کو تراشا گیا کہ شکلیں کیسی تھیں شکلیں بھول جائیں گی پھر جب تراشا گیا تو یہ بت ہو گیا اور جب علم جاتا رہا تو ان بتوں کی عبادت کی گئی اس لیے نہیں کہ یہ پتھر ہیں بلکہ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بزرگ ہیں۔

آج جب ایک شخص کلمہ پڑھنے والا کسی مزار پر جاتا ہے اور قبر کی طرف جاتا ہے جس میں ایک ولی (جیسے وہ کہتے ہیں) اللہ تعالیٰ کا نیک اور صالح بندہ دفن ہے اور اس ولی سے جا کر اس بزرگ سے جا کر دعا کرتا ہے اسے پکارتا ہے اس کی قبر کا طواف کرتا ہے اس کی قبر کی مجاوری کرتا ہے اس کی قبر کے لیے بکرے ذبح کرتا ہے قربانیاں کرتا ہے وہاں پر منتیں مانتا ہے نذر و نیاز کرتا ہے تو اس شخص میں اور قوم نوح علیہ السلام میں کیا فرق ہے؟ اگر یہ قبر ہے اس کے اوپر پتھر رکھا ہوا ہے تو وہ بھی پتھر تھے، اگر اس قبر کے اندر اللہ تعالیٰ کا ولی اور بزرگ ہے تو وہ پتھر حقیقتاً پتھر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ولی اور بزرگ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ولی اور بزرگ جو قوم نوح علیہ السلام کے زمانے میں اس کے باوجود بھی کہ وہ نیک اور صالح تھے تب بھی ان کی عبادت ضروری نہیں تھی تو آج کے ان بزرگوں کی عبادت کیسے ضروری ہے؟ اور عبادت کیسے ہوئی؟ ان کے لیے کیا کیا تھا قوم نوح علیہ السلام نے؟ دعا، پکار، قربانی، نذر و نیاز یہی کچھ تو کیا تھا! اور یہ بھی اقرار کیا کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے یہ عبادت کے لائق نہیں ہیں لیکن یہ ہمارا وسیلہ ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے۔ آج یہ مسلمان کیا کہتا ہے؟ کہ یہ جو بزرگ ہے یہ پیر ہے یہ وسیلہ ہے اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی سنتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہیں، جب ہم ان کو وسیلہ بناتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہماری پکار اور ہماری جو حاجتیں ہیں وہ پوری کرتا ہے۔

میرے بھائیو! اگر سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم غلط تھی اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کو بھیجا تو پھر یہی غلطی دوبارہ ہوئی اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں بھی یہی غلطی ہوئی مشرکین عرب نے "ود ، سواع ، یغوث، یعوق، نسر" کی بھی عبادت کی اور اس کے ساتھ ساتھ "ہبل ، لات، عزیٰ" اور دوسرے معبود بھی تھے۔

آگے شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَآخِرُ الرُّسُلِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم"۔ سب سے آخری رسول کون ہیں؟ محمد ﷺ ہیں۔ سب سے پہلے نوح علیہ السلام اور سب سے آخر محمد ﷺ ہیں۔ "وَهُوَ الَّذِي كَسَّرَ صُوَرَ هَؤُلاءِ الصَّالِحِينَ" آپ ﷺ نے ان ہی پانچ صالحین کی تصویروں کو، بتوں کو توڑا۔ کس نے توڑا؟ محمد مصطفیٰ ﷺ نے۔

رسول اور نبی میں کیا فرق ہے؟ ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ یہ جو تعریف ہے بڑی پیاری اور جامع مختصر تعریف ہے کہ جو نئی شریعت لے کر آتا ہے وہ رسول ہوتا ہے اور جو پچھلے نبی کی شریعت پر عمل کرتا ہے وہ نبی ہوتا ہے تو ہر رسول حقیقت میں نبی ہوتا ہے۔ نبی کون ہوتا ہے؟ جس پر وحی نازل ہوتی ہے وہ نبی ہے اور جب یہ وحی توحید کی ہو خاص طور پر تو پھر یہ رسول ہو جاتا ہے۔ توحید کی وحی کب ہوتی ہے؟ جب شرک ہوتا ہے یعنی جب شرک کے خاتمے کے لیے نبی کو بھیجا جاتا ہے توحید کا پیغام دے کر وہ رسول ہوتا ہے اور جب اسی پیغام کو آگے بڑھایا جاتا ہے وہ نبی ہوتا ہے تو ہر رسول تو نبی ہے لیکن ہر نبی رسول

نہیں ہے۔ ہر رسول نبی ہے تو اس کا مرتبہ بلند ہوا ناں اور نبی بھی ہیں رسول بھی ہیں۔ اس لیے کہ ہر رسول نبی ہے جب ہر رسول نبی ہے تو پھر آپ ﷺ رسول ہیں تو نبی بھی تو ہیں۔ اب ایوب علیہ السلام کیا ہیں؟ نبی ہیں رسول نہیں ہیں کیوں کہ ایوب علیہ السلام جس شریعت پر عمل کرتے تھے وہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت تھی۔

سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب اليك